۷۸۶

کلامِ عالی

مشتمل بر حالات

عالی مسجد و میدانِ عیدگاہ واقع سرینگر کشمیر

مصنفہ مفتی محمد شاہ سعادت مورخ کشمیر

حسب خواہش

خواجہ غلام محمد صاحب ملک ساکن کنہ کدل

در مطبع

نشاط الیکٹرک پریس سرینگر کشمیر طبع ہوا

ملنے کا پتہ - غلام محمد نور محمد تاجران کتب مہاراج گنج سرینگر کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبل اس کے کہ سرینگر کشمیر کی عیدگاہ۔ عالی مسجد کی تاریخی حالات پیش کئے جائیں گے مقالات افتتاحیہ کے نام پر میں ایک ایسے مضمون کا بیان کرنا موزون سمجھتا ہوں جسکو عیدین اور عیدگاہ کے سلسلے سے بخوبی کامل تعلق ہے اسی سلسلہ میں مجھے اس بات کے تذکرہ کرنیکی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس رسالے میں عیدگاہ عالی مسجد کی بابت جسقدر مواد و حالات درج کئے گئے ہیں دو چار نہیں بلکہ پندرہ بیس کتابوں تاریخنامجات سے اخذ کئے گئے ہیں۔ حسب ذیل تاریخنامجات واقعات کشمیر۔ تاریخ حسن۔ تاریخ خلیل۔ تاریخ مولوی ہدایت اللہ مفتی۔ وجیز التواریخ۔ گلشن کشمیر۔ مختصر التواریخ۔ بیان واقع۔ مکمل تاریخ کشمیر۔ اسرار الابرار۔ فتوحات کبرویہ۔ یادگار سلف۔ سرکاری رپورٹ سامنے ہیں جنکی حوالجات پر رسالۂ ہذا کی بنیاد قائم ہوئی ہے۔

مقالاتِ افتتاحیہ

حقیقت الامر یہ ہے کہ حضرت رب العالمین نے اپنے محبوب پیغمبر حضور انور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس مقدس و مکمل دین الفطرۃ کی ہدایات و ارشادات کی عام تبلیغ کے لئے جو کہ مجموعی طور پر عقائد و اعمال دو حصوں میں منقسم ہے۔ نبی اللہ کی حیثیت سے مبعوث و مأمور فرمایا ہے شریعت محمدیہ کی عقائد میں توحید رسالت۔ تقدیر۔ قیامت شامل ہے۔ اعمال میں نماز۔ زکوٰۃ۔ حج۔ صیام۔ جہاد۔ عدل و انصاف اور انکی تفصیلات موجود ہیں۔

تمام دنیا کے اسلامی مہذب عقلا محققین نے اپنی حاکمانہ تحقیقات کے نقطۂ نگاہ سے کام لیتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضور رب العالمین نے اپنے مسلمہ دین الفطرۃ اسلامی ہدایات و ارشادات میں کوئی ایسا حکم یا کوئی مذہبی ارشاد نہیں رکھا ہے جو کہ اپنی اندر لاتعداد خوبیاں مصلحتیں۔ حکمتیں اور ہزار ہا خوبیاں نہ رکھتا ہو۔ اسوقت میں صرف اصول اسلام اور انکے فلسفیانہ مصالح۔ منافع تنظیم عام کے متعلق اپنی حیثیت کے مطابق چند ایک جملے حضرات ناظرین کے سامنے پیش کرکے دکھانا

چاہتا ہوں کہ مذہب اسلام نے کس طرح شائستہ اور مہذب بنائے بلکہ جملہ اقوام عالم کو آپسمیں مل جلکر رہنے سہنے کا درس دیا ہے اور ہم کس طرح اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے باوجود اسکی با اثر تعلیم سے بے بہرہ ہوکر ان لوگوں کے دروازوں پر دربدر ہو رہے ہیں کہ جنہوں نے خود اسلام ہی کی ریزہ چینی سے اپنے آپ کو انسان بنانے کی کوشش کی۔ اسلامی توحید لیجئے کہ حضرت اسلام نے طغرائی امتیاز کی حیثیت سے توحید کا مسئلہ پیش کرتے ہوئے یہ کہا کہ خدا ایک ہے اور اسکے سوا کوئی معبود کوئی مقصود نہیں ہے۔ خدا کے سامنے سر تسلیم خم کر کے تمام مخلوقات اور متفرق اشیاء کے معبودانہ خیالات و جذبات کو چھوڑ دو۔ یہ مسئلہ بذات خود عالمگیر وحدت فطری کا قوی اثر اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور دنیا کے تمام انسانوں کو دل و دماغ کے لحاظ سے اتحاد و اتفاق رکھکر متحد و منتظمہ رنگ میں اخوت و مساوات کی بہترین تعلیم دیتا ہے۔ اسلام نے توحید کے مسئلہ میں سرسری صورت میں نہیں بلکہ ما بہ الامتیاز عقیدت کی حیثیت میں اسقدر مبالغہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی ذات و صفات و اسماء و افعال میں متفرد و یکتا بتاکر مشرکانہ عقائد بت پرستی کو بیج و بن سے اکھاڑ کر رکھدیا ہے۔ ان بنیادی عقائد کے ساتھ ساتھ نبوت و رسالت کے عقیدے کو جو کہ ملائکہ عالم برزخ لوح محفوظ عرش و کرسی کے وجود و ثبوت کے عقیدے سے تعلق رکھتا ہے حضرت اسلام دین الفطرۃ میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اور قطعی طور پر یہ امر طے ہوا ہے کہ حضور انور رسول مقبول ؐ کی مقدس ذات مبارک پر نبوت رسالت کا خاتمہ ہوا ہے۔ انکے بعد روز روز کے نبیوں سے تمام دنیا کو خدا تعالیٰ کے دین اسلام نے رہا کر دیا۔ اسلئے اب انکے بعد کسی قسم کا کوئی اور نبی نہ ہوگا۔ اور جو ان کے بعد نبوت رسالت کا دعویٰ کرے گا وہ شریعت اسلام کے رو سے دجال و کذاب ہے کیونکہ وہ تمام روئے زمین کی بین الملتی وحدت اسلامی کو نئے سرے سے درہم و برہم کرنا چاہتا ہے اور مسلمانوں کے شیرازہ کو منتشر و متفرق کرنیوالے کیلئے دجال و کذاب سے بڑھکر اور کوئی لفظ یا خطاب موزوں نہیں ہوسکتا ہے۔

توحید عقائد کے بعد حضرت اسلام کے اعمال میں پنجگانہ نماز کا روحانی فیوض و برکات کی علاوہ دنیاوی تمثیلات و تشبیہات کے لحاظ سے موجودہ زمانہ کی انجمن سازیوں اور جلسوں اور کانفرنسوں سے مقابلہ کرکے دیکھ لیجئے کہ ان انجمنوں اور سائیٹوں کیلئے وقت غیر معین جگہ غیر معین۔ ممبران کی تعداد محدود انکی معیار نمایندگی اور طریق انتخاب مختلف۔ سرمایہ کی ضرورت جلسوں کے لئے اعلانات اشتہارات کی حاجت حسابات کیلئے دفتروں کلرکوں اور رجسٹروں کی احتیاج۔ مگر با اینہمہ انعقاد و اجتماع کے بعد صرف ع نشستند و گفتند و برخاستند۔ کے ہونے کا معائنہ ہوتا ہے۔ اور بس۔ لیکن اسلام نے تمام بنی نوع انسان میں جہانگیر اخوت عالمگیر مساوات کا سلسلہ قائم کرنے کے لئے ہر ایک بستی اور ہر ایک محلے میں صرف

ایک مسجد بنا کر تمام بالغ مردوں عورتوں کو روزانہ پانچ دفعہ معین اور مقرر وقتوں میں صرف ایک شخص
واحد کی اذان پر ایک معین جگہ میں جمع ہو کر ایکدوسرے سے ملا بیٹھکر منصوبے باندھنے یا انکی خلاف بیکار گفتگو
کرنے یا غیبت کر کے اپنے ایمان کو ضائع کرنیکی بجائے نہایت منظم طریقہ کیساتھ ایک بہترین منتخب سردار کے
ماتحت مسلمانوں کے ان پانچ وقتی اجتماع کو نماز با جماعت بنا کر ساتھ ہی اسکو مسلمانوں کی ایک خاص عبادت
بھی بنا دیا ہے اور ایک ہی صف میں شاہ و گدا کو جمع کر کے اسلامی اخوت مساوات کے صرف بے معنی زیر و بم
ہی پاس نہیں کرائے بلکہ عملی نمونے بھی پیش کر کے دکھا دئے ہیں۔ اور نمایندگی کی کوئی تعداد بھی مقرر نہیں
رکھی۔ بلکہ صرف بالغ ہونے کو معیار قرار دے کر تمام بالغ مرد اور عورتوں کو اس مجلس ملی میں شریک و شامل
ہو کر برابر کا حصہ دار اور شریک بنا کر مساوات انسانی اور اخوت اسلامی کا نہ صرف ہمیں بلکہ ساری دنیا کو
سبق دیا ہے نماز کے بعد زکوٰۃ کا نظام قائم ہوا تا کہ مسلمانوں کو کسی قومی سرمایہ کے لئے در بدر ہونا
پڑے بلکہ سرکاری بیت المالوں سے بھی انکی تمام ضروریات اور ملکی معاملات کو پورے ہوتے رہیں اسیطرح
تمدنی معاشرتی طور پر عمل مساوات و اخوت کو قائم کر کے تمام امیروں اور غریبوں کو یکساں صورت میں ایکدوسرے
کے حالات سے عملاً آگاہ اور مطلع کرانے کیلئے سال بھر کے بارہ ماہ میں سے صرف ایک ماہ یعنی ماہ رمضان المبارک
کے روزے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر فرض کر دئے گئے ہیں۔ وہ لوگ نہایت ہی خوش نصیب ہیں جو کہ
مرکز اسلام یعنی بیت اللہ الحرام میں ایک مقرر اور معین تاریخ پر جمع ہو کر خلیفۃ المسلمین یا نائب الخلیفہ کے ماتحت
اکٹھے ہوتے ہوئے انکی زبان سے مذہب ملت کی روئداد سنکر اور آئندہ کے لئے ہدایات لیکر اپنے اپنے گھروں
اور ملکوں میں واپس آتے ہیں۔ یہ بھی اسلام کا ارشاد ہے کہ جو لوگ وہاں جانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں انہیں
اپنے اپنے ملکوں کے مرکزی شہروں میں ایسی ایک تاریخ اور ایک وقت میں ایک جلسہ منانے کا حکم دیا ہے اس حقیقت
کی روشنی میں دنیا کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ نماز جمعہ کی اس حکمت کا خیال مدنظر رکھیں کہ ہفتہ میں ایکبار
ان تمام محلہ داروں اور دیہاتیوں کا شہر میں صرف ایک اجلاس منعقد کرنیکے لئے نماز جمعہ کو فرض قرار
دیکر تمام شہر کے مسلمانوں کو ایک جگہ پر جمع ہو کر اپنے شہر کے سرگروہ (پریزیڈنٹ) یعنی شہر کے واحد با اختیار
قاضی اور ایک جامع مسجد میں اکٹھے ہو کر انکا خطبہ صدارت یعنی خطبہ نماز سننے کا حکم دیا ہے۔ ساتھ ہی سال میں
صرف ایک دفعہ سال بھر کے لئے ایک مرکزی شہر دارالحکومت میں تمام ملک کے مسلمانوں کو جمع ہو کر اپنے بادشاہ
یا بادشاہ کے نائب کے ماتحت ایک عیدگاہ میں جمع ہو کر ایک جلسہ منا دیں اور گذشتہ سال بھر کے تمام
ملکی مذہبی سیاسی تمدنی اور معاشرتی حالات و واقعات پر تنقید و تبصرہ سنیں اور پھر آئندہ سال
کیلئے بھی ان تمام شعبہ جات زندگی کے لئے اسکے جانب سے مفید ہدایات لیکر واپس جانیکا حکم دیا ہے۔ اور

اسکے نمایندوں کے لئے بھی حضور انور رسول مقبولؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اسمیں مسلمانوں کی عورتیں اور بچے بھی شریک ہوں تاکہ وہ بھی اسلامی اخوت اور اسلامی مساوات میں عملی حصہ لیکر اپنے لئے سرمایۂ سعادت مہیا کر سکیں۔ بہر حال عیدین کی تقریب پر چونکہ شہر کے تمام مسلمانوں کو اجتماعاً و اتفاقاً ایک ہی بادشاہ یا نائب السلطنۃ کے زیر اثر ایک ہی جگہ میں حاضر ہو کر مذہبی ہدایات کا مشغلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے ایک ایسی جگہ مخصوص کیجاتی ہے جسمیں اتنی بڑی جمعیت میں کسی قسم کی دقت پیدا نہ ہو سکتی ہے۔ یہ ضرورت جبکہ اسلامیہ سلاطین کشمیر کو محسوس ہوئی تو سرزمین کشمیر کے دارالحکومت سرینگر سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر غرباً گذر کر خوشحال سر کے سامنے انہوں نے ایک لمبے چوڑے وسیع میدان کو مخصوص کر کے عیدین کی نماز کی ادائیگی کے لئے وقف کر دیا۔ جس کے ارد اسلامیہ سلاطین کشمیر کی عملداری اسوقت سرزمین ہذا میں رونما ہوئی جبکہ آٹھویں صدی ہجری کے ابتدا میں کشمیری الاصل راجگان ہنود[1] کی حکومت ختم ہو چکی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ تبتی شاہزادہ راجہ رنچن نے ۷۲۵ مطابق ۱۳۲۵ء میں سرزمین ہذا کی حکومت کا قبضہ حاصل کیا تھا اور باضابطہ قبضہ لیکر اس امر میں کوشش کی کہ ملک میں امن و امان ضبط و ربط کا دستور العمل قائم رہے۔ مگر چند ایسے وجوہات خصوصاً مفت خور آرام طلب پوجاریوں کے مفسدانہ تحریکات پیش آگئے جنہوں نے رنچن کا انتظامی ارادہ معرض التوا میں ڈالدیا ہے اسی اثنا میں جناب سید بلبل شاہ قلندر[2] یعنی سید عبدالرحمن ترکستانی نے اپنے پیر و مرشد جناب شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین

---

[1] ۳۱۲۱ قبل مسیح سے لیکر ۱۳۲۵ء تک راجگان ہنود کی عملداری کی مدت بیان کیجاتی ہے۔ ۳۱۲۱ سے قبل ہندوستان کا ایک ریشی مرتاض کشب مر نام یہاں اسوقت آیا تھا جبکہ محدود یہ پہاڑی احاطہ جھیل کی صورت میں موجود تھا۔ کشب مر نے تدبر حکمت عملی سے کام لیکر پانی نکالنے کا کام لے لیا۔ زمین کی سطح نمودار ہو گئی۔ بعدہ وسط ایشیا کے باشندے آریہ لوگوں کا بڑا گروہ یہاں آکر آباد ہو گیا۔ ملکی آبادی نظر آنی لگی انتظامی حکومت کی ضرورت پڑی۔

[2] آثار قدیمہ نے سال رواں ۱۹۴۱ء میں سرکاری اعلان شایع کیا کہ مقبرہ رنچن شاہ۔ مقبرہ شاہ میر۔ مقبرہ سلطان قطب الدین۔ مقبرہ ادھم شاہ۔ مقبرہ بیہقی بیگم۔ مقبرہ خواجہ محمد اعظم دیدمری۔ مقبرہ سلطان علاء الدین یہ سات مشہور مقبرے آثار قدیمہ کے زیر نگرانی آگئے ہیں۔ یہ تو بظاہر اچھی بات تھی مگر آثار قدیمہ کا محکمہ چونکہ ناحق شناس خود غرض غیر مسلم آدمیوں کے قبضے میں آیا ہے۔ اسلئے یہ توقع رکھنا کہ اسلامی تعمیرات شاہی کھنڈرات کی موزون نگہداشت کیجائے از قبیل محالات تصور کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اہل ہنود کے مندروں بتوں مجسمہ پرانی اشیاء کی حفاظت نگرانی نے گنجایش نہیں ہے کے الفاظ کو اہل اسلام کے لئے وسیع بنایا ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کی کیا بات تمام محکمہ جات کے مالکانہ اجارہ داری اپنے مفاد کو ملکی باشندوں کے منافع سے مقدم جانتے ہوئے اپنی منشا کے مطابق کام کرتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں بلا تحاشا کرتے ہیں۔ پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ پوچھنے والے والی ملک نے ماہواری دو لاکھ روپیہ ذاتی اخراجات کے لئے لیکر اپنے مفوضہ فرائض سے سبکبار ہونے کے وجہ سے اپنی مسکین بلکہ وسیلہ بغریب بالتحت رعایا کی حیات و ممات کا اختیار ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دیا ہے جو کہ رعایا بجنت روند یا ...... ہمکو نان و حلوا ملنا چاہیے کے مصداق ہوئے ہیں۔ بد اعمال عمال نے اپنے والی نعمت والی ملک کو بدنام بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

سہروردیؒ کے ارشاد کے مطابق اور حضور انور رسول مقبولؐ کے باطنی اشارے پر یہاں آ کر اپنی روحانی توجہات سے کام لیا۔ خالص توحید پرستی دینِ محمدیؐ کا جھنڈا برپا کر دیا۔ بت پرستی کا رویہ مٹایا تمام ملکی باشندوں کی کیا بات خاص خاص اہلِ دربار یہاں تک وزیر الملک سری راون چندر اور راجہ رینچن شاہ کو بھی مسلمان بنایا۔ اسلام سنت توحید اور حنفی مذہب کے ہدایات کی نشر و اشاعت میں کوشاں رہے۔ رینچن کی وفات ۷۲۷ھ کے بعد میرزا شاہ میر یعنی سلطان شمس الدین نے جو کہ سید عبد الرحمن ترکستانی کا تربیت یافتہ تھا سرزمین کشمیر کی حکومت کا قبضہ لے لیا۔ اور اسلامیہ سلاطین کشمیر کے شاہی خاندان کی بنیاد قائم کر دی۔

سید عبد الرحمن بلبل شاہ کی وفات ۷۲۷ھ کے بعد چالیس سال کا عرصہ گذرا کہ جناب امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ نے اسوقت جبکہ اسلامیہ سلاطین کشمیر کے شاہی خاندان کے چوتھے بادشاہ یعنی سلطان قطب الدین کی حکومت کا زمانہ تھا۔ اسلامیہ بلاد کی سیر و سیاحت کا لطف اٹھا کر سرزمین ہذا میں تشریف فرمایا۔ شہر دیہات میں دورہ کر کے مذہبی اصول شرعی ہدایات کی عام تبلیغ میں جد و جہد کی یہاں تک کہ ؎

اندران دم ز مردم کفار — شد ہدایت بسی و ہفت ہزار
ظلمت لوز شد بنور بدل — بسعادت رسید سعید ازل
این سعادت زداز ازل تنویر — واسطہ درمیان امیر کبیرؒ

جناب امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ کی وفات ۷۸۶ھ کے بعد ۲۲ سال کا عرصہ گذرا کہ جناب سید میر محمد ہمدانی رحؒ نے اسوقت جبکہ سلطان قطب الدین کے بیٹے سلطان سکندر شاہ کی مستقل معتدل حکومت کا زمانہ تھا۔ سرزمین ہذا میں وارد ہو کر توقف فرمایا مصلحانہ اور مبلغانہ حیثیت سے کام لیتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی عام نشر و اشاعت کا کام کیا۔ یہاں تک کہ ملک سہہ بٹ وزیر الملک اور سلطان سکندر شاہ کو اپنا معتقد بنایا۔ اسی اثنا میں سلطان سکندر نے مسلمانوں کی کثرت آبادی کا ملاحظہ کر کے یہ بات محسوس کی کہ ایک ایسی وسیع جگہ منتخب کیجائے جسمیں سرینگر کے تمام مسلمان جمع ہو کر عیدین کی نماز ادا کر سکیں۔ چنانچہ اپنے پیر و مرشد جناب میر محمد ہمدانیؒ کے ارشاد کے مطابق کام کر کے سرینگر کے غربی حدود میں ۱۶ سو قدم والے رقبہ جات کو جس کا اندازہ موجودہ بندوبست کے پیمائش کے مطابق ڈیڑھ ہزار کنال کے حساب سے لگایا ہے خرید کر لیا۔ اور اہل اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ تاریخ حسن میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ عیدگاہ کا میدان جناب میر محمد ہمدانیؒ

نے زر ثمن دے کر خرید کر کے اپنے نام پر یادگار رکھا تھا۔ شہر کے تمام مسلم باشندے سنہ ۹۶ھ
سے لیکر عیدگاہ کے ہموار میدان کو عیدین کی نماز کے لئے استعمال کرتے رہے۔ ہم اہل اسلام کے ان
مذہبی تعلیمیافتہ اصحاب کو جو کہ بزرگان دین کے سچے پکے معتقدین ہیں یہ کہیں گے کہ وہ جنۃ الدنیا
تحفہ محبوبی۔ التبشیر۔ سوانح عمری سید بیل شاہ۔ تذکرۃ المتقی کا غور پر دقت اور توجہ سے مطالعہ
کریں اور جناب سید علی ہمدانی میر محمد ہمدانی اور سید ابل شاہ وغیرہ کے حالات کو دیکھیں۔ یہ کتابیں
صحیح با وثوق حالات پیش کرتے ہیں۔

عالی مسجد سنہ ۸۲۰ھ ۱۴۱۶ء

سلطان سکندر شاہ کی وفات سنہ ۸۲۰ھ میں واقع ہوئی اور سلطان علیشاہ نے اپنے باپ کی
جگہ لے لی۔ سلطان علیشاہ نے اپنی تخت نشینی کے پہلے سال میں یہ کام کیا کہ عیدگاہ کے عین وسط
میں دیوہ دار لکڑی کی ایک عالیشان مسجد کی عمارت بنوائی۔ جو کہ عالی مسجد کے نام سے مشہور
ہوئی۔ اور اپنے پہلے بانی کی اولوالعزمی کا زندہ ثبوت دیتی ہے۔ مسلم باشندگان کشمیر
خصوصاً و عموماً موسم زمستان اور برفباری کے ایام میں حاضر ہو کر مسجد کے اندر عیدین کی
نماز ادا کرتے رہے۔ سلطان علیشاہ کے بعد سلطان زین العابدین بڈشاہ نے جسکو مسلمانوں
کی کیا بات غیر مسلم اہل ہنود بھی ہر دلعزیز مشہور معتدل حکمران کے اچھے اچھے القاب و آداب سے
یاد کرتے ہیں۔ تالاب ڈل برارہ نمبل سے ایک بڑی نہر نکالی ہے جو کہ نالہ مار کے نام سے
موسوم ہے۔ نالہ مار کے پانی سے نہ صرف پرگنہ چھپن سنگم موضع سنگلی پورہ کے ۲۲ دیہات
کی آبادی و آبپاشی ہوئی۔ بلکہ میدان عیدگاہ کے شمالی حد میں عالی مسجد کے ایک حوض
کے اندر اسکے پانی کا کثیر حصہ جمع رہتا تھا۔ جو کہ نمازیوں کے وضو طہارت کے لئے استعمال
میں آگیا۔

تعمیر سنہ ۱۰۷۴

اسلامیہ سلاطین کشمیر کے بعد چک خاندان کے چند افراد حکومت کرتے رہے۔ یہ حکومت
سنہ ۹۹۴ھ / ۱۵۸۶ء تک رہی۔ اس خاندان کا کوئی کارنامہ قابل ذکر نہیں ہے۔ الا چند بد اخلاق حکام
اہل دربار نے اہل سنت کے ساتھ وہ رویہ اختیار کر لیا جو کہ متعصبانہ ظلم و ستم پر مبنی تھا چک

خاندان کے عہدِ حکومت کے خاتمہ پر چغتائی اکبر جلال الدین کی سنہ ۹۹۴ھ ۱۵۸۶ء میں عملداری کی رونما ہوئی نئی عملداری آئی نئے ضوابط عمل میں آئے۔ مغل خاندان کی حکومت سنہ ۱۱۵۳ھ تک قائم رہی۔ ابو المظفر اکبر کے شاہی خاندان کے تیسرے بادشاہ محی الدین اورنگزیب عالمگیر شاہ کی تخت نشینی سنہ ۱۰۶۹ھ سے پانچ سال گزرے تھے کہ نواب اسلام خان ناظم کشمیر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیکر باضابطہ ضبط و ربط کیا۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ پونے تین سو سال کا طویل عرصہ گزر جانے اور لوگوں کی غفلت شعاری کی وجہ سے عالی مسجد کی عمارت منہدم ہوئی تھی۔ نواب اسلام خان ناظم کشمیر نے یہ حال دیکھا تو بے اختیار اسکی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اپنے ولی نعمت اورنگزیب عالمگیر شاہ کے ارشاد کے مطابق عالی مسجد کی منہدم شدہ عمارت کو پرانی بنیاد پر سرِ نو آباد کیا۔ چونکہ عالی مسجد کے خاص صحن میں توت کے درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ زمین کو ناہموار کرائے تھے۔ ناظم کشمیر نواب اسلام خان نے توت کے سب درخت کٹوائے اور زمین صاف اور ہموار کر کے اسمیں چنار کے درخت نصب کرائے جو آج تک اسکی یادگار میں چلے آئے ہیں۔ علاوہ اسکے عوام الناس کی سیر و تفریح اور کھیل کود کے لئے میدان عیدگاہ میں گول پتھر کا ایک اونچا ستون کاڑ دیا جو کہ لوگوں کا تماشاگاہ تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مہاراجہ رنبیر سنگھ آنجہانی نے اسوقت جبکہ مندر گدادھری کی مرمت کرائی تو متعدد مساجد و مقابر کے پتھروں کا کثیر حصہ لے لیا۔ اور میدان عیدگاہ کے ستون کو بھی اکھیڑ واکر مندر کی مرمت میں لگوایا۔

مغلیہ چغتائی خاندان کی عملداری کے خاتمہ پر کابلی افاغنہ پٹھانوں نے سرزمین کشمیر میں آکر نیا دور پیدا کر دیا۔ اپنی جبروت والی عملداری سے کام لے لیا۔ افاغنہ ناظمان کشمیر کی عادت بدستور قدیم جاری رہی کہ وہ عالی مسجد میں حاضر ہو کر عیدین کی نماز کے بعد امام ارباب فتوا۔ مقتدر علما کے حضور میں پشمینہ شال کے قیمتی چوغے جوڑے دوشالے اور نقدی نذرانے خلعتیں پیش کرتے تھے۔

اسی اثنا میں جبکہ سردار عبداللہ خان الکوزئی کی نظامت کے ایام تھے عالی مسجد کی شاہی عمارت بواقعہ آتشزنی نابود ہوئی۔ یہ تو سنہ ۱۲۱۵ھ کا واقعہ تھا۔ سنہ ۱۲۷۱ھ کے ابتدا

له یہ عملداری ۱۷۵۳ء سے ۱۸۱۹ء تک اپنے موضوع پر قائم رہی۔ ان کے دورِ حکومت میں کسی ہندو نے عروج و اقتدار حاصل کر کے ملکی نظم و نسق کے میدان میں تگ و دو کیا۔

۱۶۲۶ء

۱۶۵۸ء

میں یوسف زئی خاندان کے ایک رکن رکین گل محمد خان کابلی نے جو کہ سرزمین ہذا میں آ کر قاضی القضات کے بڑے عہدے کا مالک ہوا تھا چھ ہزار روپیہ کی رقم صرف کر کے عالی مسجد کو سرنو آباد کیا۔ جس کی تاریخ کا قطعہ بخط جلی کندہ کرا کے شرقویہ میانی دروازے پر نصب کرایا۔ قطعہ تاریخ یہ ہے ؎

بفضل قادر معبود جان بخش جہان پرور | بنائی مسجد عالی زعبد اللہ اسعد شد
چو جستم سال تاریخش بگوشم ہاتفی گفت | کہ نیکو مسجد عالی زدست گل محمد شد ۱۲۳۱

کابلی پٹھان شاہی کے زوال پر جسکے اکثر کارگذاروں کی غیر مانوس ظالمانہ روئیداد بڑے الفاظ میں یاد کیجاتی ہے شیر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کے اہل کار یہاں آئے یہاں آتے ہی اس شعر کے مصداق بن گئے جو کہ پیش از پیش جناب سید شاہ نعمت اللہ قادری حصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا ؎

در سال غلر و اگر ما نی بینی | ملک و ملک و ملت و دین برگردد

یہ تو باضابطہ کوئی عملداری نہیں تھی بلکہ نہب غارت لوٹ مار جبر و استبداد کا زمانہ تھا۔ شیر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کے جابر کارکنوں نے یہ دستور العمل اختیار کیا تھا۔ کہ اسلامیوں کے متبرک مذہبی مقامات۔ مساجد۔ مقابر۔ خانقاہ اور زیارت گاہیں بلکہ شاہی تعمیرات خصوصاً جامع مسجد کلاں۔ خانقاہ بلبل شاہ اور مسجد سنگین۔ مسجد رنجپشاہ خانقاہ، دار الشکوہ وغیرہ کے دروازے حکماً بند کئے گئے۔ علما۔ شرفا۔ سادات قدیمی جاگیرداروں کی جاگیرات وظائف مدد معاش کا سلسلہ ضبط کیا گیا۔ مختصر کہ سکھوں کی جابرانہ حکومت کشمیر میں سکھا شاہی کے نام سے مشہور ہے اسکی ایک مثال یہ ہے کہ اگر کوئی ایک غیر سکھ کو قتل کر دیتا تھا تو اسکو صرف ۱۶ روپیہ ۲۰ روپیہ تک جرمانہ کی سزا ہوتی تھی۔ جسمیں سے چار روپیہ مقتول کی اولاد کو اگر مقتول ہندو مذہب کا پیرو ہوتا دیا جاتا تھا۔ اگر مقتول مسلمان ہوتا تو صرف دو روپیہ دیا جاتا تھا۔ مسلمان کے ذریعہ سے سہواً گیولا نہ ہو کوئی سکھ مرجاتا تو قاتل کی کیا بات اسکے اہل و عیال بلکہ خاندانی افراد کے لئے موت کی سزا سامنے آجاتی تھی۔ علاوہ اسکے اہل اسلام کو مساجد میں جا کر اذان دینے اور اعلاناً باجماعت نماز پڑھنے کی ممانعت ہوئی تھی۔ شریف خاندانی اعیان و اکابرین اور سرمایہ دار لوگوں کی جائیدادیں۔ زمینداروں کے مملوکہ زمینات کے قبضے جبراً چھین لئے گئے۔ مظلوم بلا وسیلہ

مسلم باشندگان کشمیر مجبور ہو کر عیدگاہ عالی مسجد میں جا کر عیدین کی نماز کی ادا سے بے توجہ رہے۔ ڈر کے مارے اپنے محلہ جات کی مساجد میں اعلانا نہیں چھپتے ہوئے نماز پڑھنے لگے۔ مگر سکھ شاہی کا ظالمانہ دستور العمل دیر تک نہیں رہا فوراً مٹ گیا۔ ۳۲ سال کے بعد زوال آگیا نئی عملداری رونما ہوئی نیا دور آیا کہ ۱۲۶۲ھ کے اخیر میں جموال راجپوت ڈوگروں کے ایک رکن مہاراجہ گلاب سنگھ بہادر نے اپنے ولی النعمت خالصہ سکھ افواج کی اتباع سے منحرف ہو کر اپنی پالیسی کو تبدیل کر دیا۔ بلکہ اپنے ذاتی مفاد نفسانیت کی بنا پر برطانیہ انگریزوں سے سازش کر کے نفاق پسندی سے کام لے لیا۔ یہ وجوہات ظہور میں آ کر خالصہ افواج کو ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور پنجاب کے علاقہ جات بلکہ سرزمین کشمیر بھی برطانیہ انگریزوں کے قبضے میں آ گیا۔ سرزمین کشمیر کی حکومت مہاراجہ گلاب سنگھ نے ۷۵ لاکھ روپیہ نانک شاہی کی بڑی رقم کا معاوضہ دیکر حاصل کی ۱۹۰۳ء میں مہاراجہ گلاب سنگھ یہاں آیا اور حکومت کرتا رہا ڈوگرہ عملداری کا سکہ جمایا نئے عہدہ نئے ٹیکس مظالم و مفاسد اور نئے محکمہ جات کو ایجاد کرتے ہوئے اجارہ داری کا طریقہ برپا کر دیا۔ زر عدالت زر قضا یا زر نوارہ محال اشغال اور زرکاحاجات کی اجارہ داری کی مذموم بدعات کے بوجھ اٹھانے والے ایسے اشخاص کا تقرر عمل میں لایا جو کہ ظالمانہ جبر و تشدد مسلم کشی کے اوصاف میں لاثانی تھے ساتھ ہی یہ نکتہ نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ مہاراجہ گلاب سنگھ بہادر نے ہر چند کہ وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر سکھا شاہی کے جابر اہل دربار میں پلا ہوا تھا۔ مگر زمانہ حالات حاضرہ کی رفتار سے سبق حاصل کر کے کم و بیش تدبر حکمت عملی اخلاق اور فراخدلی سے پیش آنے کا مسلک اختیار کر لیا۔ اسلئے سرینگر کے مقتدر چند علما ارباب فتوا اعیان ملک نے متفقہ صورت میں عالی مسجد کی واگذاری کی بغرض ایک عریضہ پیش کیا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے اس جائز مطالبہ کو منظور کر کے میدان عیدگاہ اور عالی مسجد کو مسلمانوں کے لئے واگذار کر دیا۔ اور حسب سابق مسلم باشندگان کشمیر عیدگاہ عالی مسجد میں جا کر عیدین کی نماز ادا کرتے رہے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ مہاراجہ گلاب سنگھ نے دیوان جوالا سہائے مدار المہام وزیر پنوں مولوی ناصر الدین مفتی وازہ پوری پنڈت راجہ کاک وغیرہ کو ساتھ لیکر عیدگاہ میں آ کر اہل اسلام کا اجتماع دیکھا بلکہ اسلامی علما ارباب فتوا کو سرکاری خلعت بھی دے دیا۔ جو کہ آج تک کم و بیش جاری ہے۔

۱۸۴۶ء

مہاراجہ گلاب سنگھ کی وفات ۱۲۷۳ھ کے بعد کشمیر مہاراجہ رنبیر سنگھ نے حکومت کا قبضہ لے لیا۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ بذاتہ مدبر امن پسند فرمانروا تھا۔ مگر خائن جابر غیر مسلم

۱۸۵۶ء

عمال جہال کی رشوہ ستانی ذاتی اغراض نے مہاراجہ رنبیر سنگھ کے بہترین خیالات کو بےاثر بنادیا تھا۔ بلکہ انتظامیہ ملکی حالات معاملات میں ایسی ہلچل کھلبلی رونما ہوئی جس سے ریاست کے مسلم باشندے تباہ کن سختیوں کی زد میں آگئے۔ اسی اثنا میں مسلم باشندگان کشمیر کے شیعہ و سنی دو گروہ کے مابین مگر عداوت پیشہ لوگوں کی مفسدانہ تحریکات کی بنا پر لوٹ مار ہنگامہ آرائی بلوۂ عام آتشزدگی کا تنازعہ برپا ہوا۔ تنازعہ نے طول پکڑا آخر الامر اہل سنت کے کثیر التعداد افراد جیل خانہ حوالات جرمانہ مصادرہ کی شدید سزا کی زد میں آگئے۔ خواجہ غلام محی الدین ملک التجار سے پچاس ہزار روپیہ کا جرمانہ وصول کیا گیا۔ مولوی ناصر الدین مفتی وازہ پوری ایک خاص مدت تک زیر حراست محبوس رہا۔ اور دو ہزار روپیہ زر جرمانہ کی سزا کی زد میں آگیا۔ واعظ عبدالسلام کا وہ ڈاری کی باخذ ضمانت وعظخوانی رو دی گئی۔ مولوی عبدالغنی جامعی بھی ایک طویل مدت تک محبوس رہے۔

مرمت سنہ ۱۲۹۸ سنہ ۱۸۸۲ء

بلوۂ عام کے تشدد آمیز صدمات ابھی زیر نظر یادگار تھے۔ کہ مرگ انبوہ ہیضہ وبا اور قحط کی شدت نے تقریباً تین سال کی مدت تک تباہی کا سکہ جمایا انقلاب نما یہ حادثات پیش آئے کہ مسلم غیر مسلم لوگوں نے کس مپرسی کا عالم دیکھکر موقعہ پاکر یہ کام کیا کہ عیدگاہ کے شمالی حصہ پر جابرانہ اپنی ملکیت کا قبضہ جمایا زیر کاشت لایا۔ ساتھ ہی عالی مسجد بھی بلا مرمت رہی۔ منہدم ہوئی۔ علاوہ اسکے مسلم باشندگان کشمیر نے غفلت شعاری پہلو تہی سے کام لیتے ہوئے عیدگاہ عالی مسجد میں جاکر عیدین کی نماز پڑھنے کا دستور العمل چھوڑ دیا۔ اسی اثنا میں مذہبی پیشوا ارباب فتوا اکابرین نے حاجی الحرمین مولوی محمد یحیٰی جیسے مسلم الثبوت فصیح البیان مذہبی مقتدا سے مشورہ کیا۔ بالاتفاق یہ قرار داد منظور ہوئی کہ وہ اپنے دستور کے مطابق عیدین کے ایام متبرکہ میں جناب حضرت سید العارفین مخدوم شیخ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں وعظ خوانی کا فریضہ بجالاتے ہوئے کثیر التعداد سامعین وعظ کے ہمراہ تکبیر گویاں عالی مسجد میں جاکر عیدین کی نماز ادا کرتے رہے۔ یہ تدبیر اسقدر باثر اور مفید ثابت ہوئی کہ مسلم باشندگان کشمیر کو متروکہ سنت کی سر نو یاد آئی۔ عیدگاہ عالی مسجد میں بڑی کثرت سے حاضر ہو کر عیدین کی نماز پڑھنے لگے۔ جب یہ دستور العمل جاری رہا تو اس کا فوری نتیجہ یہ نکلا کہ چند اعیان اکابرین مقتدر بارسوخ

اصحاب مثل میر یاسین شاہ قادری خانیاری۔ خواجہ غلام شاہ نقشبندی۔ خواجہ حسن شاہ
نقشبندی۔ میرزا غلام محی الدین۔ خواجہ ثناء اللہ شال۔ حاجی مختار شاہ شائی۔ حاجی عبدالکریم
خواجہ نورالدین بچھ۔ خواجہ احمد شاہ شیدہ گانی۔ مولوی عزیز الدین مفتی وازہ پوری۔ میاں لعل دین
وغیرہ عالی مسجد کے منہدم شدہ عمارت کی آبادی میں کوشاں رہے اور اہل شہر سے زرچندہ وصول
کیا۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ بہادر کو اطلاع ہوئی وہ بھی امداد دینے پر مستعد رہا۔ چنانچہ ڈھائی
ہزار روپیہ کا گرانقدر عطیہ دے دیا۔ اور مدار المہام دیوان اننت رام نے بھی ایک ہزار روپیہ کا
زرچندہ عطا کیا۔

اکیس ۲۱ ہزار روپیہ جمع ہوئے تھے مگر ناگفتہ بہ چند حالات رونما ہوئے کہ اس رقم
سے منہدم شدہ دیواروں کی کیا بات مسجد کے چھت بھی اچھی طرح درست نہ ہو سکی۔ یہ غیر مکمل
مرمت ۱۲۹۸ھ میں ہوئی۔ جس کا غیر مانوس کام تین سال کی مدت تک رہ چکا تھا۔

مرمت ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۴ء ۱۸۸۵ء

مہاراجہ رنبیر سنگھ کی وفات ۱۳۰۲ھ کے بعد مہاراجہ پرتاب سنگھ نے اپنے باپ کی جگہ
لے لی جس کا مستقل اور غیر مستقل حکومت کا زمانہ ۴۲ سال تک رہا۔ ۴۲ سال کے حاکمانہ انتظامی
کارنامے اچھے تھے یا نہیں اور مسلم باشندگان کشمیر کے لئے یہ زمانہ فائدہ بخش ثابت ہوا یا نہیں مجھے
یہاں یہ امر طے نہیں کرنا ہے۔ مگر یہ تاریخی واقعہ نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ ڈوگرہ شاہی
خاندان کے خانہ جنگی خائن جابر اہل کاروں کی ذاتی اغراض علی الخصوص برطانیہ انگریزوں
کی سازش انگیز تحریکات نے حکومت اور ملک کی فضا اسقدر ملوث و مکدر بنائی کہ مہاراجہ پرتاب
سنگھ کے حالات خیالات نہایت ہی خطرناک حیرت انگیز ثابت ہوئے۔ اور برطانیہ انگریزوں
نے اپنے ذاتی مقصد میں کامیاب ہو کر ملکی معاملات میں دخل دے کر اپنے انتخاب کے مطابق با اختیار
ایک کونسل کی بنیاد قائم کرلی۔ کونسل کے مسلمان ممبر خان بہادر سردار محمد حیات خان نے جو کہ
جنرل ہوم ڈیپارٹمنٹ کا مالک ہوا تھا ۱۳۱۱ھ میں سرزمین ہذا میں وارد ہو کر جامع مسجد کی
منہدم شدہ حالت کو دیکھا۔ افسوس کا اظہار کیا۔ ایک مخصوص کمیٹی مقرر اور منتخب کی۔ کمیٹی کے
ارکان یہ ہیں۔ میر حسن شاہ قادری خانیاری خواجہ حسن شاہ نقشبندی۔ میرزا غلام محی الدین۔ مولوی
غلام رسول شاہ میر واعظ۔ مولوی عزیز الدین مفتی۔ خواجہ حبیب شاہ نقشبندی وغیرہ۔ کمیٹی کے ممبران نے

شہر دیہات میں دورہ کر کے ۳۰ ہزار روپیہ کا زر چندہ جمع کیا۔ اور مہاراجہ پرتاب سنگھ نے بھی بارہ ہزار نقد و جنس کی خطیر رقم بطور چندہ عطا کی۔ جمع شدہ رقومات سے ۵ اسو روپیہ مہاراجہ کی عالی مسجد کی مرمت کے لئے منظور کئے گئے۔ چونکہ رقم نہایت ہی قلیل تھی۔ اسلئے مسجد کی سرسری مرمت تو ہوئی لیکن اس سے مسجد کی خراب و خستہ حالت سدھر نہ سکی۔

چھ سات سال کا عرصہ گذرا کہ ۱۹۱۷ء مطابق ۱۳۳۵ھ میں قدوائی خاندان کے ایک بڑے رکن خان بہادر شیخ مقبول حسین[۱] نے بحیثیت مشیر مال اور گوجرات کے زمیندار طبقہ کے ایک تعلیمیافتہ شخص چودری خوشی محمد نے بحیثیت گورنر یہاں آ کر انتظامی تدابیر و تجاویز کا دستور العمل قائم کر دیا۔ بلکہ مسجد جامع اور عالی مسجد دونوں متبرک شاہی یادگاروں کی تباہ حالی دیکھکر افسوس کا اظہار کیا اور مسلم اکابرین کے ساتھ مشورہ کر کے ان دونوں عبادت گاہوں کی مرمت و آبادی کا تہیہ کر لیا۔ چنانچہ اس اہم کام کے لئے زر چندہ بھی جمع کرنے کا سلسلہ جاری کیا۔ جسمیں مہاراجہ پرتاب سنگھ بہادر آنجہانی نے مبلغ چالیس ۴۰ ہزار روپیہ بطور امداد عطا فرمایا اور دیوان امرناتھ چیف منسٹر کی سفارش اور مقبول حسین کی مدبرانہ سعی کی بنا پر حضور مہاراجہ بہادر نے مسلم اہل السنتہ والجماعۃ زمینداروں سے مالیہ کے ساتھ ساتھ فی روپیہ دو پیسہ وصول کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ جسمیں تیرہ لاکھ روپیہ جمع ہوا تھا۔ تو اس سلسلہ میں یہ قرار پایا تھا کہ پہلے جامع مسجد کی تعمیر و مرمت کا کام شروع ہو اور اسکی تکمیل کے بعد عالی مسجد کی تعمیر و ترمیم کا سلسلہ جاری رہے۔ جامع مسجد کی تعمیر و ترمیم کی نگرانی مسٹر ائے وری ایک مدبر انجینیر کے تفویض میں رہی۔ جو کہ تکمیل کی حد تک پہنچی۔ مگر عالی مسجد کی مرمت کا کام اسوجہ سے ملتوی رہا کہ حکومت کے بعض ارباب حل و عقد کی بیجا کشمکش کیوجہ سے شیخ مقبول حسین کو مجبور ہو کر سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہونا پڑا۔ حالات میں تبدیلی واقع ہوئی تا کہ عالی مسجد کو کسی نے نہیں پوچھا۔ جو کہ اپنے بانی کے جانشین فرمانروا کی شاہی امداد کی چشم براہ

[۱] جامع مسجد کی ترمیمات کے لئے جنرل کمیٹی اور منتظم کمیٹی کا باضابطہ قیام شیخ مقبول حسین کے زمانہ میں ہوا تھا چونکہ بعد میں ملکی اور انتظامی حالات تغیر پذیر ہوئے اور ایسے مرحلے پیش آ گئے جنہوں نے کہ جنرل کمیٹی کا شیرازہ درہم و برہم کر دیا۔ منتظم کمیٹی کے ممبران میں سرکاری تعمیرات کے منسٹر کی خواہش کے مطابق جدید انتخاب کا تقرر عمل میں آیا۔ موجودہ جدید انتخاب کے سلسلہ میں مولوی محمد یوسف میر واعظ اسقدر توجہ۔ ہمت اور نگرانی حالات سے کام کرتے ہیں۔ گویا مستقل بالذات رکن اعظم تصور کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی آپ کو حضرت بل آثار شریف کی مشہور زیارت گاہ کے انتظامات کے لئے اسوقت ایک خاص منتخب کمیٹی کی تقرر کی ضرورت محسوس ہوئی جب کہ خدام مجاوروں اور نام نہاد منتظموں مہتمموں نے نفا نفسہ ذاتی اغراض سے کام لے کر موی شریف کی نمائش کے دستور العمل کو دام و درم کے اخذ اکتساب کا ذریعہ سمجھا۔ ادب و احترام کا خیال چھوڑ دیا بلکہ وقفیہ جائیداد کو اپنے باپ دادے کا ترکہ تصور کیا۔ کمیٹی کے سکرٹری خواجہ عبدالاحد فاروقی وکیل سرکاری نے آمدنی و اخراجات کے حساب کتاب کی نگرانی بذریعہ خود کی ہے۔ دست برد کا تعلق بے اثر بنایا۔ زیارت۔ زیارتگاہ۔ اور زیارت کے حوالی موالی کے حالات تفصیلاً یادگار سلف میں مذکور ہیں۔

منتظر ملکہ مسلم باشندگان کشمیر کی غفلت شعاری کی نوحہ کناں رہی۔ چھت کے اکثر حصے گر گئے دیواریں بوسیدہ ہو گئیں اور مسجد کی حالت ایسی خستہ و خراب ہو گئی کہ اسکے اندر جانے اور خدا کی عبادت کرنے میں تشویش و خطرات کا احتمال ہونے لگا۔ مسلم باشندگان کشمیر تماماً ڈوگرہ حکومت کے غیر مسلم عمال کے اس برے رویہ سے از حد شاکی ہیں کہ انہوں نے جبر و تشدد سے کام لیتے ہوئے میدان عیدگاہ کے جنوبی ایک خاص حصہ پر جابرانہ قبضہ کر کے تبت لیہ لداخ کے تجارت پیشہ آدمیوں مسافروں کی رہائش کے لئے دیواربندی کا احاطہ برپا کر دیا۔ چھپرے بنائے اور تبتی رہائش کرنے والوں سے زر کرایہ وصول کرتے رہے۔ ہر چند مظلوم مجبور مسلمانوں نے باضابطہ واویلا کیا عریضے درخواستیں پیش کیں۔ مگر صدا بصحرا کے مصداق پر بلا وسیلہ اہل اسلام کے جائز معروضات دیدہ و دانستہ نظر انداز کئے گئے۔ مشکل تو یہ ہے کہ مظلوم اہل اسلام کو جائز مطالبات کا عریضہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ بہادر کے پیشگاہ تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔

۱۹۲۵ء مطابق ۱۳۴۴ھ کے اہم ترین واقعات میں یہ بھی ایک خاص واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ مہاراجہ پرتاب سنگھ نے وفات پائی اور متوفی راجہ امر سنگھ کے نوجوان آزاد خیال بیٹے مہاراجہ سر ہری سنگھ نے اپنے چچا کی جگہ لے لی۔ جس کی نسبت یہ امر پیش از پیش طے ہوا تھا کہ وہ مہاراجہ پرتاب سنگھ نے اپنا ولی عہد قرار دیا تھا۔

مہاراجہ ہری سنگھ بہادر کی تخت نشینی سے پہلے ہی دیسی پردیسی غیر مسلم عمال نے حاکمانہ دستور العمل کیلئے لیکر اپنے ذاتی اغراض کا سکہ جمایا تھا۔ بلکہ قدم آگے بڑھا کر مسلم باشندگان کشمیر کے ملکی حقوق کی حفاظت کا سلسلہ نظر انداز کیا تھا۔ مہاراجہ سر ہری سنگھ بہادر تخت نشین ہوئے زمانہ کی رفتار٭ احساس کی ہوا چلتی رہی۔ حالات خیالات میں تبدیلات واقع ہو کر تلف شدہ حقوق کی حفاظت کی تحریک ظہور میں آئی۔ تقریرات تحریرات کے وساطت سے مظاہرے کرتے ہوئے احتجاج کی صدا بلند ہونے لگی۔ تمام حقوق مطالبات کا عریضہ مرتب کیا گیا۔ اور چند نمائندگاں کے ذریعہ سے عریضہ بھی پیش ہوا۔ مطالبات میں یہ بھی ایک مطالبہ تھا۔ کہ سرمایہ دار مسلم غیر مسلم لوگوں نے جابرانہ طرز عمل سے کام لیتے ہوئے میدان عیدگاہ کے شمالی رقبہ جات کو قبضہ کر کے اپنا مقبوضہ اور مزروعہ بنایا ہے۔ علاوہ اسکے محکمہ بندوبست کے ہندو عملہ نے جو کہ اس بات کو گوارا نہیں کرتے ہیں کہ میدان عیدگاہ کے بچے ہوئے رقبہ جات کا قبضہ مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے بلا تحقیقات یہ کام کیا ہے

٭ میں نئی رنگت پیدا ہوئی۔

کہ عیدگاہ کے جنوبی رقبہ جات کو خالصہ سرکار کے نام درج کیا ہے۔
مسلمانوں کی استدعا یہ ہے کہ خالصہ سرکار کے اندراج کی تصحیح کر کے میدان عیدگاہ
کے تمام رقبہ جات کا قبضہ مسلمانوں کو دیا جائے۔ مختصر کہ مطالبات کی تحقیقات کے لئے مہاراجہ
ہری سنگھ بہادر نے ایک کمیشن بنایا کمیشن کے صدارت کا عہدہ مسٹر گلانسی کے تفویض میں رہا
جموں و کشمیر کے مسلمانوں کے علاوہ اہل ہنود کے ممبران بھی گلانسی کمیشن میں شامل رہے۔ عیدگاہ کے
مطالبہ پر بحث و مباحثہ اور تحریری تقریری گفتگو ہوئی۔ اہل اسلام نے اپنے دعویٰ پر تاریخی
ثبوت سندات حوالہ جات پیش کئے۔ لیکن پنڈت پریم ناتھ بزاز اہل ہنود کے ایک ممبر نے
عناد کے رنگ میں پیش آکر مخالفت کی۔ بلا بنیاد غلط واقعات کی بنا پر اختلافی نوٹ لکھا
اہل اسلام کے مطالبہ کا نتیجہ برعکس نکلا۔ کہ مہاراجہ ہری سنگھ بہادر نے نیز مسلم باشندگان
کشمیر کے پیشکردہ سندات۔ دلائل کو نظر انداز کر کے پنڈت پریم ناتھ بزاز کی اختلافی نوٹ کو
وقعت دیکر یہ لکھا ہے کہ سرینگر کا وہ میدان جسے عیدگاہ کہا جاتا ہے مسلم نمایندوں کے
حوالہ کر دیا جائے لیکن ان سے یہ تحریری اقرار لیا جائے کہ مواشی کے چرانے اور تفریح وغیرہ
کے متعلق پبلک کو جو حقوق حاصل ہیں ان کا مناسب احترام کیا جائیگا۔ اسی اثنا میں ملکی
باشندے خصوصاً مسلم باشندگان کشمیر قحط و با مرگ انبوہ ہیضہ اور فرقہ بندی کے تباہ کن
تنازعات کے علاوہ غیر مسلم ارباب حکومت کے غیر معتدل جابرانہ راہ و رسم کی زد میں آکر منہدم
شدہ عالی مسجد کے حالات کا کوئی شخص پرسان نہیں رہا۔ آنکھیں متلاشی تھیں کہ خدا کا
کوئی پیارا بندہ اس شاہی عمارت اسلامی عبادتگاہ کی مرمت و آبادی کا بیڑا اٹھائے۔
آخر بمصداق "مردے آید بیرون و کارے بکند" اللہ تعالیٰ نے مولوی محمد یوسف مولوی
فاضل۔ فاضل دیوبند۔ میرواعظ کو جو اپنے بزرگ اسلاف مولوی محمد یحییٰ میرواعظ۔ مولوی رسول شاہ
میرواعظ اور مولوی احمد اللہ میرواعظ کے دستور العمل کے مطابق عیدین کی تقریب پر عالی مسجد
میں وعظخوانی کا فریضہ بجا لاتے ہیں یہ توفیق عطا کی ہے کہ مسلم باشندگان کشمیر کو عموماً اور اپنے
مخلص احباب معاون وعظ کو خصوصاً متعدد مجالس وعظ میں تقریر کرتے ہوئے یہ احساس پیدا
کرلیا۔ کہ عالی مسجد کی منہدم شدہ عمارت کی مرمت کیجائے۔ تحریک بھی کارگر با اثر ثابت ہوئی
شہر کے اکثر حصہ میں دورہ کر کے آپ نے زر چندہ وصول کیا۔ دس ہزار روپیہ ایک بڑی رقم
جمع کی۔ اور آپ نے اپنے جیب سے تین ہزار روپیہ کا عطیہ دے دیا۔ جمعشدہ رقم پندرہ[۱۵] ہزار

روپیہ صرف میں آگئے تعمیر و ترمیم کا سلسلہ باضابطہ جاری رہا۔ سب سے پہلے چھت کی مرمت ہوئی سابقہ منہدم شدہ چھت پر لوح پتھر لگا ہوا تھا۔ وہ سب اتار کر نئی لکڑی پر ٹین کی چھت لگوائی گئی۔ جسمیں صرف ٹین پر دس ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ اندر کی چھت بھی نئی لکڑی کی بنائی گئی۔ اور اسکے علاوہ تمام دیواریں اور برآمدے کی مرمت بھی ہوئی۔ اندر کی لکڑیوں کی چھت کو بھی اسقدر مضبوط و مستحکم بنایا گیا کہ اُس پر دس ہزار اشخاص کے قریب نماز ادا کرسکتے ہیں اس چھت پر جانے کے لئے دو عالیشان سیڑھیاں بڑے دروازے کے مین ویلیار میں تعمیر ہوئیں۔ اس تعمیر کا کام گذشتہ ربیع میں شروع ہو کر عید الفطر تک مکمل ہو چکا تھا۔ اثنای تعمیر و مرمت میں ایک دن ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جسکے انتظام و اہتمام مولوی محمد یوسف میر واعظ نے کیا تھا جلسہ میں ذی اقتدار حکام۔ رؤسا۔ سرکاری عہدے دار اور متمول اصحاب چھ چھ آدمی شامل تھے۔ عیدگاہ عالی مسجد کے مطبوعہ مختصر تاریخی حالات پیش کئے گئے، جو کہ مولوی محمد یوسف میر واعظ کے علمی دماغ کے نتائج تھے۔

مطبوعہ تاریخی حالات کے اخیر میں حضور مہاراجہ ہری سنگھ بہادر کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کی گئی کہ وہ اپنے اسلاف کے قابل قدر روایات کو برقرار رکھکر عالی مسجد شاہی عمارت کی مزید مرمت کے لئے گرانقدر امداد عطا فرما کر مسلم رعایا کے قلوب کو مسرور و محظوظ فرماویں۔

مہاراجہ بہادر نے اہل اسلام کی درخواست کو قبولیت کا شرف بخشکر ایک گرانقدر عطیہ جو کہ شان شاہی کے شایان تھا یعنی مبلغ پنجہزار روپیہ عطا فرمایا اسلامیان ریاست کو شکریہ کا موقعہ بخشا۔ اور مولوی محمد یوسف میر واعظ نے عید الفطر ۱۳۵۶ھ کی تقریب پر عیدگاہ کے میدان میں بحاضری تیس ہزار مسلمین اس شاہی عطیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے مہاراجہ ہری سنگھ بہادر والی الملک کا شکریہ ادا کیا۔ جہاں ہم جامع مسجد کی جدید مرمت کے بارے میں دبی آواز سے مسرت کا اظہار کرتے ہیں وہاں ہمیں تاسف کے اظہار کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے، کہ ۱۳ لاکھ روپیہ کے زائد جمعشدہ رقومات کا ایک خاص حصہ محض اس وجہ سے کہ بداخلاق و بداوضاع اہل کاروں انجینیر اور دفتری عمالوں نے پہلو تہی غفلت شعاری اور نمایاں خورد و برد سے کام لیتے ہوئے خدا فراموشی کی داد دی ہے، دیدہ و دانستہ ضایع کیا گیا۔ در اصل پوچھنے والا کوئی نہیں تھا۔ مسٹر اے وری چیف انجینیر کی نگہداشت و نگرانی کی جو کہ فیصدی ساڑھے بارہ روپیہ بلکہ ساڑھے چوداں روپیہ کا کمیشن لیتا تھا توقع تھی مگر "خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم"

ساتھ ہی یہ لکھنا خالی از حقیقت نہیں ہے۔ کہ عالی مسجد کی تجدید تعمیر کی رقم ۱۳ لاکھ روپیہ کی آمد اخراجات قابل دید انتظام میں کارکن آنریری منتظموں نے مردانگی کا ثبوت دے کر اپنا فریضہ دیانتاً انجام دیا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل تذکرہ ہے کہ سرینگر کشمیر کے مسلمان چند عرصہ سے دو فریق پر منقسم ہوئے ہیں۔ ایک فریق کے کثیر التعداد افراد میرواعظ کلاں کے معتقدین ہیں۔ دوسرے فریق کے لوگ ہمدانی میرواعظ کے سامعین ہیں جو کہ تعداد کے لحاظ سے نہایت ہی قلیل ہیں اور بلا حقیقت تصور کئے جاتے ہیں۔ ابتدا سے لیکر دونوں فریق باوجود تباین ہونے کے بلا اختلاف ایک ہی جگہ جمع ہو کر ایک ہی امام کے پیچھے عیدین کی نماز پڑھتے تھے اب ہمدانی سامعین نے نہ معلوم کن وجوہات کی بنا پر ظاہراً التفرقہ بین المسلمین کا خیال مدنظر رکھتے ہوئے اہل اسلام کی بڑی جماعت سے علیحدگی کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے عیدگاہ کے غیر محفوظ دوسرے کونے میں چناروں کے سامنے وعظ خوانی کی رسم بجا لا کر دوسرے امام کے پیچھے عیدین کی نماز ادا کی اور عیدین کے اسلامی اجتماع کا جو شرعی مدعا تھا وہ بلا حقیقت تصور کرتے رہے و اسیطرح سال رواں میں ایک نئی بات حادث ہوئی کہ غیر مقلدوں کے شر ذمہ قلیلہ نے ہمدانی پارٹی کی احداث ۱۳۶۰ھ کی جدید تعمیر و مرمت کے سلسلہ میں شعرائے کشمیر نے طبع آزمائی کر کے تاریخیں بیان کی ہیں ان میں سے چند ایک شعرا کی تاریخیں قارئین کی ضیافت طبع کے لئے درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ پیر قادر شاہ ملا رشتہ آتش نے فرمایا ہے ؎

از بلاد ہند چون کشمیر دین آباد گشت	مسکن افراد گشت و منزل اوتاد گشت
میر ہمدانی لقب سلطان سکندر را بگفت	کز تو در تبلیغ ملت جان خوش و دل شاد گشت
عیدگاہی ساز باید گرد بہر مسلمین	شہ با خلاص و ارادت عامل ارشاد گشت
اززمین خود قطعۂ بخرید وقف عام کرد	پس نماز عید انجا خلق را معتاد گشت
سال ہشتصد و دو بستم باہزاران آب و تاب	از علی شاہ مسجد عالی قوی بنیاد گشت
طاق محرابش زطاق قصر رضوان یاد داد	ہر یکے از استوانش طوبی و شمشاد گشت
یافتہ تجدید وسعت باز از اسلام خان	سال افزون الف را چون پنج با ہفتاد گشت
او زعالمگیر آن دم ناظم کشمیر بود	باغبان بوستان دین بعدل و داد گشت
بعد چندی زآرائش اندر عہد عبداللہ خان	آب و تاب خاک پاک این بنا بر باد گشت
گل محمد خان آن قاضی القضات کابلی	بانیش بار دگر شد دل زغم آزاد گشت
نا مکمل کرد ترمیمش دگر رنبیر سنگھ	زمرۂ اعیان ازو چون طالب امداد گشت

گس نشد پرسان حالش زانقلاب روزگار — خستہ بعضش بود و اکثر مایل افتاد گشت
میرواعظ مولوی یوسف کمر راچست بست — بانئ تعمیر نو شد انہدام از یاد گشت
ازمسلمانان نمودہ جمع پنج و دہ ہزار — سنگ سیمی کہ رائج نزد آدم زاد گشت
سقف ومحرابش مزین کرد و بامش آہنین — ختم تعمیرش بعید الفطر از استاد گشت

از مؤلف کتاب

آب و گل آوردہ سالش گفت معمار قدم
مسجد عالی بطرز جانفزا آباد گشت [۵۳ ۹ ۵ ۱۳]

مفتی محمد شاہ سعادت

نخست این سجدگاہ آسمان جاہ — عمارت یافت از سلطان علی شاہ
بنامش مسجد عالی لقب یافت — زہی قربت کہ در درگاہ رب یافت
دگر اسلام خان بنمود تعمیر — ز عالمگیر شد چون شاہ کشمیر
باتش سوخت عاشورا شد عید — نمودش گل محمد باز تجدید
دگر از کوشش اعیان کشمیر — مرمت یافت شد از راجہ رنبیر
مرمت کرد لیکن نامکمل — شد آبادی بویرانی مبدل
ز دیر این مسجد پاکیزہ بنیاد — بغایت خستہ بود و غیر آباد
بحمد اللہ دگر آباد گردید — چنان کز دیدنش دل شاد گردید
محمد یوسف آن فرخندہ فرجام — رئیس الواعظین غمخوار اسلام
بامداد مسلمانان کشمیر — نمودہ سعی در ترمیم و تعمیر
مہ نو از فلک کردہ اشارت — بعید الفطر شد ختم عمارت

از عزیز اللہ

شنودم سال این تعمیر حالی
بنام ایزد عبادت خانہ عالی [۱۳۵۹]

حیدرپوری

شکر للہ کاین مصلا یافت تعمیر جدید — تا نماز عید خواہد شد ادا در روز عید
میرواعظ مولوی یوسف رئیس این دیار — اندرین تعمیر کردہ سعی مشکور و مزید

ایضاً

زان سبب تاریخ شد از بہر این تعمیر نو
شد بدلہا یوسفی تعمیر مطبوع - ای رشید [۱۳۵۹]

ولہ

شاہ یوسف نمود خوش تنظیم — بہر ترمیم این مقام کریم
سال تاریخ این مرمت نو — شد الہام - خوب این ترمیم [۱۳۵۹]

نقشہ آمدنی عالی مسجد شریف سرینگر کشمیر

بحسن انتظام جناب مولانا مولوی محمد یوسف شاہ صاحب میر واعظ کشمیر

ابتدائے جولائی سنہ ١٩٣٩ء لغایت ٢١ دسمبر سنہ ١٩٤١ء مطابق ٧ پوہ سنہ ١٩٩٨

٢ ذی الحجہ سنہ ١٣٦٠ھ

نمبر شمار	تفصیل آمدنی	رقم آمدنی		
		پائی	آنے	روپیہ
١	زر چندہ از مسلمانان سرینگر	٤½	٨	١٠٠٤٤
٢	قیمت جمع شدہ چاندی وغیرہ از مستورات	٠	٠	٣٨٠
٣	بروز جلسہ و بعد جلسہ از مقام عیدگاہ	٩	٣	١٥٨٦
٤	عطیہ امدادی از مولوی محمد یوسف بماہ مبارک رمضان شریف	٩	١٠	١٤٤٢
٥	از قیمت بوسیدہ لکڑی وغیرہ	٤½	٩	١٥٥٣
٦	متفرقہ زر چندہ از پیٹی عالی مسجد	٦	٥	٤٢٩
٧	از رقم امدادی عطا شدہ از سری سرکار والا مدار	٠	٠	٣٠٠٠
	میزان آمدنی	٩	٥	١٨٤٣٦
	میزان خرچ	٣	١٤	١٧٧٠٦
	بقایا در دست	٦	٧	٧٢٩

مسلم باشندگان کشمیر نے عالی مسجد کی جدید مرمت کے لئے جن مخلص صاحبان نے زر چندہ عطا کیا ہے محلہ وار ان کے اسماء بقید ولدیت و سکونت و رقومات تحریر کے ضبط میں لا کر چھپوا کر شائع کئے جائیں گے۔ و نیز میر واعظ محمد یوسف عیدین کی نماز سے فارغ ہو کر عالی مسجد کے جنوبی ایوان پر تشریف فرما کر دلپذیر تقریر فرماتے ہیں۔ تقریر میں مسلمانوں کے حالات ملکی انتظامات خصوصاً حکومت کے بد اعمال عمال جہال کی بے ضابطگیوں پر تنقید و تبصرہ کر کے ان کے ازالہ کی صورت میں ایسے ہدایات پیش کرتے ہیں جو کہ اصولاً اور عملاً فائدہ بخش ہیں یہ سارے ہدایات ایک کتاب کی صورت میں مرتب کر کے پبلک کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

نقشہ خرچ عالی مسجد شریف سرینگر کشمیر بحسن انتظام مولانا مولوی محمد یوسف شاہ صاحب میرواعظ کشمیر

ابتدائے جولائی سنہ ۱۹۳۹ء لغایت ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء مطابق ۷ پوہ سنہ ۱۹۹۸ - ۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۰ھ

نمبر	تفصیل خرچ	رقم خرچ		
		پائی	آنے	روپیہ
۱	خریدی ٹین بابت مصرف بام	۳	۸	۷۷۵۰
۲	خریدی میخہ ہای آہنی سمیت سکیوڈ وقبضہ ہا وغیرہ	۷½	۲	۱۴۱۵
۳	مزدوران - تبرداران امانی وبرداس کارہا	۶	۵	۸۷۰
۴	نجاران امانی بابت تیاری سقف ومرمت کانچی	۶	۳	۵۴۱
۵	قیمت لکڑی بابت تعمیر	۰	۰	۲۱۸۰
۶	اجرات گلکاران امانی مرمت دیوار وپلستر	۰	۸	۴۰۶
۷	سنگتراشان امانی	۶	۱۳	۱۸۲
۸	خریدی چونہ سرخہ خشت ہای ڈبل ورنگدار	۶	۱۴	۸۴۹
۹	اجرات آری کشان بابت چرائی لکڑی	۶	۱۵	۳۳۱
۱۰	تنخواہ چوکیداران	۰	۰	۵۰۸
۱۱	تنخواہ منشی متعلقہ	۶	۰	۱۳۵
۱۲	اخراجات متفرقہ بشمول چای بروز جلسہ	۱۰½	۱۲	۴۴۹
۱۳	بنام غلام نجار ٹھیکدار بابت تیاری بام	۶	۱	۱۸۳۴
۱۴	بنام غلام نجار ٹھیکدار بابت تیاری سقف	۰	۰	۵۰
۱۵	ٹھیکدار جنگلہ ڈالان ومرمت پنجرہ	۰	۸	۱۴۱
۱۶	بنام ٹھیکدار بابت تیاری سیڑھی	۰	۰	۶۰
	میزان خرچ	۳	۱۴	۱۷۷۰۶

اعلام بخدمت اہل اسلام:- میں اپنے مخلص احباب کا عموماً اور سری حضور مہاراجہ بہادر والی ریاست جموں وکشمیر کا خصوصاً نہایت صدق دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اسلامیہ شاہی عمارت عالی مسجد کی تجدید و تعمیر مرغوب دل کھولکر نقدی جنسی امداد دیتے ہوئے میرا ہاتھ بٹایا۔ اور فیاضی سے کام لیا۔ دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ تمام مسلم باشندگان کشمیر کو عموماً وخصوصاً اور والی ملک کو ترقی اقبال مفید ترین اعمال و اشغال کی توفیق عطا کرے۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد ۔

(محمد یوسف عفی عنہ میرواعظ کشمیر)